عزاداری وسیلہ ہے ہدف نہیں

<"xml encoding="UTF-8?>

عزاداری اسلام کی شاہرگ حیات ہے اور عزاداری کو خرافات اور توہمات سے بھرنے کے لئے دشمنوں کی سرمایہ کاری کی وجل بھی یہی ہے کہ یہ دین اسلام کو زندہ رکھنے کا وسیلہ ہے جیسا کہ کربلا کا واقعہ دین کی حیات نو کا وسیلہ بن گیا
اور علامہ اقبال نے کہا کہ

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

مگر اگر عزاداری کو ہدف اور مقصد قرار دیا جائے !

عزاداریوں کو بامقصد ہونا چاہئے؛ اگر عزاداری کا ہدف اور اس کی سمت کھو جائے تو اس کا کوئی مثبت اثر نہ ہوگا حتی ممکن ہے کہ اس کی وجہ سے منفی اثرات مرتب ہوجائیں.
سوال یہ ہے کہ عزاداری کا کیا ہدف ہوسکتا ہے؟ عزاداری میں ہدف کی شناخت کے لئے سب سے پہلے عزا اور مصیبت کے مالک کی فکر اور ہدف و نیت کی شناخت ضروری ہے. تا اگر اس صاحب عزا کے لئے عزاداری کرنی ہو تو اسی کی فکر کے حصول کی خاطر عزاداری ترتیب دی جائے.
قرآن کا فرمان ہے: "یا ایها الذین آمنوا کونوا انصار الله کما قال عیسی ابن مریم للحواریین من انصاری الی الله قال الحواریون نحن انصار الله"(صف/ 14)
اے ایمان والو! خدا کے انصار و مددگار بنو جیسا کہ عیسی بن مریم (ع) نے حوارئین سے کہا: خدا کی جانب میرا مددگار کون ہے؟ تو حواریون نے کہا: ہم خدا کے مددگار ہیں.
آیت کا پیغام اور خدا کی بات یہ ہے کہ آؤ اور خدا کے دوست اور مددگار بنو اور خدا کے لئے کچھ کرو. اس کے بعد خداوند متعال شاہد مثال بھی لاتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم حضرت عیسی (ع) کے حوارئین کی طرح بن جاؤ کہ جب حضرت عیسی نے مدد طلب کی تو وہ فوراً ان کی مدد کے لئے اٹھے.
یہ جو حواریون نے جواب میں کہا کہ «نحن انصار الله " ہم خدا کے مددگار ہیں» اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ پیغمبر کی مدد ہر زمانے میں در حقیقت خدا کی مدد ہے اور اس قاعدے کے مطابق ہر زمانے میں امام کی مدد خدا ہی کی مدد ہے.
اس آیت کے علاوہ امام حسین علیہ السلام کی ندا بھی عاشورا کے روز نصرت کی ندا تھی اور آپ نے فرمایا: "هل من ناصر ینصرنی " کیا کوئی ہے جو میری مدد کرے؟». مدد طلب کرنے سے امام علیہ السلام کی مراد یہ تھی کہ حقیقی اسلام عملی صورت اپنائے اور ظلم و شر و فساد کی بیخ کنی ہو اور اس ہدف کا حصول دوسروں سے مدد

مانگے بغیر ممکن نہیں ہے.
چنانچہ خدا کی ندا کا مطلب مددگار حاصل کرنا ہے؛ تمام انبیاء اور ائمہ کی ندا بھی مددگار اور ناصر و یار و یاور کا حصول ہے. امام زمان عج کی آج کی ندا بھی وہی امام حسین علیہ السلام کی ندا ہے جو فرمایا کرتے تھے کہ «هل من ناصر ینصرنی. "
اب ہم جو عزاداری کی مجالس برپا کرتے ہیں ان مجالس سے ہمارا ہدف امام حسین علیہ السلام کی نصرت و مدد ہونی چاہئے اسی راہ میں جس کا آپ (ع) نے آغاز کیا تھا. عزاداری کا مقصد و ہدف امام حسین علیہ السلام کے اہداف اور افکار کو عمل جامہ پہنانا، ہونا چاہئے. یہ مقصدیت عزاداری کی مجالس کے انعقاد میں سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے اور عزاداری کے مضامین اور شکل و صورت - یعنی اس کے دو دیگر پہلؤوں - کو سمت دیتی ہے اور ان پر اثر انداز ہوتی ہے اور ان کی کیفیت کو بدل دیتی ہے.
عزاداریوں کی یہی مقصدیت ہے جو انقلاب سے قبل انقلاب کی کامیابی کا باعث ہوئی کیونکہ لوگ دیکھ رہے تھے اور سمجھ گئے تھے کہ اگر وہ حسینی کام انجام دینا چاہتے ہیں تو انہیں طاغوت کے خلاف لڑنا پڑے گا. اس زمانے میں شاہ اور حکومتی سرکردگان یزیدیوں کی شکل میں مجسم ہوئے تھے چنانچہ ان کے خلاف جدوجہد حسینی عمل سمجھا جاتا تھا.
لہذا، عزاداری ایک اونچے اور زیادہ اہم ہدف و مقصد تک پہنچنے کا مقدمہ اور اس کی تمہید ہے. لیکن کئی مرتبہ عزاداری کا فلسفہ بھلادیا جاتا ہے اور عزاداری تمہید اور وسیلہ بننے کی بجائے ہدف و مقصد بن جاتا ہے یعنی عزاداری بذات خود مقدس ہوجاتی ہے اور عزاداری کی مجالس ہدف بن جاتی ہیں اور ایسے وقت عزاداری کا قیام صرف عزاداری کے لئے ہوتا ہے. عزاداری برائے عزاداری۔ اور یہاں عزاداری امام حسین علیہ السلام کی نصرت کے مقصد سے نہیں ہوتی. (جس کی ہمیں امام حسین علیہ السلام نے دعوت دی ہے اور اس قسم کی عزاداری خطرناک ہے).

سوال: اس قسم کی عزاداری کا خطرہ کیا ہے؟

اہم خطرہ یہ ہے کہ عزادار سوچنے لگتے ہیں کہ آخری مرحلہ یہی ہے. کیونکہ عزاداری خود ہدف میں تبدیل ہوگئی ہے چنانچہ عزاداری کا قیام آخری مرحلہ تصور کیا جاتا ہے اور جب سوچتے ہیں کہ یہ انتہائی ہدف ہے تو وہ پھر آگی بڑھنے کا نہیں سوچتے بلکہ عزاداری ہی میں تنوع اور رنگارنگی پیدا کردیتے ہیں اور عزاداری ارتقاء اور عمودی کمال کی بجائے سطحی اور افقی شکل میں پھیل جاتی ہے اور جب یہ واقعہ رونما ہوتا ہے تو عزاداری کی قسموں اور شکلوں میں روز بروز زیادہ سے زیادہ اضافہ ہوتا ہے.
اس سے قبل سینہ زنی کرتے تھے اب پاؤں اور ٹانگوں پر ماتم کرتے ہیں؛ اس سے قبل لباس پہن کر ماتم کرتے تھے اب ننگی ہوکر ماتم کرتے ہیں؛ اس سے قبل ہاتھوں سے ماتم کرتے تھے اب بلیڈوں، تلواروں، چھریوں اور قمہ کا ماتم کرتے ہیں.
جب عزاداری ہدف میں بدل جائے تو سمجھنے اور سمجھانے کے لئے کچھ بھی نہیں کہا جاتا بلکہ رلانے کے لئے بولا جاتا ہے. اس کے بعد جو کچھ بولا جاتا ہے انسانوں کو سوچنے پر آمادہ نہیں کرتا بلکہ ان کے جذبات کو بھکایا جاتا ہے اور مشتعل کیا جاتا ہے. مجلس پڑھنے والے واعظ و مداح و ذاکر یہ نہیں کہتے کہ امام حسین (ع) کیوں قتل ہوئے بلکہ کہتے ہیں کہ کیسے قتل ہوئے. ایسے حال میں یہ نہیں کہا جاتا کہ امام حسین علیہ

السلام تاسوعا اور عاشورا سے پہلے بھی تھے اور اس سے پہلے بھی آپ (ع) کا کردار تھا.
جب عزاداری خود ہی ہدف میں تبدیل ہوجائے تو پھر اس کے بارے میں کوئی بحث نہیں ہوتی کہ امام حسین علیہ السلام کا ہدف کیا تھا؛ امام حسین (ع) نے کیا کہا اور امام حسین علیہ السلام نے کیسے عمل کیا!. ایسے حال میں اس موضوع کے بارے میں بات نہیں ہوتی کہ امام حسین علیہ السلام کے اصحاب کیسے آئے اور انہوں نے اس امر کا انتخاب کس طرح کیا؟ بلکہ صرف آپ (ع) کے قتل ہونے کی کیفیت پر بات ہوتی ہے. حرّ کس طرح قتل ہوئے؛ جون کس طرح ماری گئے؛ علی اکبر اور حضرت ابوالفضل کس طرح قتل ہوئے اور علی اصغر کس طرح شہید ہوئے.
عزاداری جب برائے عزاداری ہوگی ایسی عزاداری میں محض حزن انگیز جذبات و احساسات کو ابھارنا مقصد ہوتا ہے؛ ایسی صورت میں اس موضوع کے بارے میں خاموشی اختیار کی جاتی ہے کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے کس طرح پامردی دکھائی اور کس طرح کوفہ و شام میں خطبے پڑھے اور اہل کوفہ و شام اور ابن زیاد اور یزید اور عام لوگوں سے مخاطب ہوکر بی‌بی نے کیا فرمایا؟ بلکہ کہا جاتا ہے کہ بی‌بی کا قد خمیدہ ہوگیا تھا اور بوڑھی عورتوں کی طرح چلتی تھیں.
عزاداری جب برائے عزاداری ہوگی فکر پر بحث نہیں ہوتی جسم و بدن کی تصویر کشی ہوتی ہے، قد و قامت، بال اور بازو اور چشم و ابرو کی توصیف ہوتی ہے. یہ ہے وہ اہم خطرہ آج ہماری عزاداری جس کا سامنا کررہی ہے یعنی عزاداری کا بے‌مقصد ہوجانا. لاکھوں خرچ کئے جاتے ہیں، گھنٹوں وقت صرف کیا جاتا ہے مگر فائدہ کم ملتا ہے اور حتی بعض عزاداریوں میں سے تو بعض غیردینی چیزیں تک برآمد ہوتی ہیں!.

عزاداری کی مضامین:

عزاداری جب برائے عزاداری ہوگی اور عزاداری کا مقصد جب کھوگیا ہو تو اس کا پہلا اثر عزاداری کے مضامین پر مرتب ہوتا ہے. امام حسین علیہ السلام کی مدد و نصرت والی عزاداری اور عزاداری برائے عزاداری میں بہت فرق ہے. درج بالا سطور میں اس فرق کے بعض نمونے بیان کئے گئے اور یہاں بھی ہم ان ہی نمونوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں. جب عزاداری کا ہدف گم ہوگا اور عزاداری تمہید کا مقام چھوڑ کر ہدف کے مقام پر مستقر ہوگی تو جو چیزیں رونما ہوتی ہیں بہت باعث افسوس اور دردناک ہیں. عزادار سوچتے ہیں کہ اگر امام حسین علیہ السلام کی مجالس میں چلی جائیں اور آنسو بہائیں تھوڑی سے ماتم داری کریں اور دستہ روانہ کریں یا قمہ‌زنی کریں تو بس کام ختم ہے. یہ لوگ عزاداری ختم ہوتے ہی عزاداری ہی کے سلسلے میں اپنے لئے کسی اور کام اور فریضے کے قائل نہیں ہوتے اور بہت آسانی کے ساتھ اپنی معمول کی زندگی کی طرف لوٹ آتے ہیں اور کلی طور پر بھول جاتے ہیں کہ کس طرح سینکڑوں بار انہوں نے حسین حسین کہہ کر ماتم کیا تھا!.

سوال: یہ "حسین - حسین" وہ کہاں بھول جاتے ہیں؟

جب عزاداری ختم ہوتی ہے اور یہ حضرات دیکھتے ہیں کہ معاشرتی برائیوں میں بدستور اضافہ ہو رہا ہے تو یہ حضرات اپنے عمل پر غور نہیں کرتے کہ کیا ان مسائل کا ان سے بھی کوئی تعلق ہے یا نہیں؟ بہت سی چیزوں کے

سامنے خاموش ہیں اور یہ حضرات جنہوں نے دس روز یا دو مہینوں تک عزاداری کی ہے، ان کی عزاداری سے قبل اور بعد کی حالت میں کوئی فرق نہیں آیا ہے اور حتی ہم دیکھتے ہیں کہ معاشرے میں بھی کوئی فرق نہیں آیا. حالانکہ حسین - حسین کہنے والوں اور حسین - حسین نہ کہنے والوں میں فرق ہونا چاہئے.
ان حضرات کی اکثریت - افسوس کہ - معاشرے کے سماجی مسائل کو توجہ نہیں دیتے؛ اپنی ارد گرد رونما ہونے والے مسائل پر لمحہ بھر غور و تأمل نہیں کرتے؛ حالانکہ امام حسین علیہ السلام کی سیرت اور آپ (ع) کی روح اصلاح، تنویر افکار اور امور و مسائل کی بہتری سے عبارت ہے مگر یہ روح یہ جذبہ اور یہ سیرت ان مجالس میں عزاداران حسین (ع) کی طرف منتقل نہیں ہوتی. کیوں کہ عزاداری برائے عزاداری - کے فلسفے - میں ائمہ علیہم السلام کے قلوب کی تسلی کے لئے زیادہ سے زیادہ جس چیز کی ضرورت ہے وہ رونےاور سر و سینہ پیٹنے سے زیادہ کچھ نہیں ہے.
لیکن عزاادری برای نصرت حسین (ع) میں جو چیز نہ صرف ائمہ علیہم السللام کے قلوب کی تسلی کے لئے اور خدا کی رضا اور آدم سے خاتم تک کے انبیاء کے قلوب کی تسلی کے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے اہداف و مقاصد میں سے کسی ایک مقصد و ہدف کو عملی صورت دی جائے.
عزاداری جب برائے عزاداری ہوگی تو اس میں عزاداروں کی تربیت اس بنیاد پر ہوتی ہے کہ انہیں کس طرح وجد و شوق میں آتے ہیں؛ اپنے سروں اور چہروں کو کس طرح پیٹتے ہیں اور کس طرح ہم‌صدا ہوجاتے ہیں اور منظم ہوکر ماتم کرتے ہیں؛ لیکن جب عزاداری نصرت حسین (ع) کے لئے ہوگی تو اس مین کارناموں کی تخلیق کرنے والے، معاشرہ شناس، دین شناس اور وقت شناس افراد کی تربیت ہوتی ہے ایسے لوگوں کی تربیت ہوتی ہے جو آج کی تاریخ میں اثر گزار ہوں.
عزاداری جب برائے عزاداری ہوگی تو قمہ‌زنی اور زنجیر زنی کی روشوںاور اس کے فوائد پر بہت زیادہ بحث ہوتی ہے لیکن عزاداری جب امام حسین علیہ السلام کی مدد و نصرت کے لئے ہوگی تو گھنٹوں تک امام حسین علیہ السلام کے افکار پر بحث ہوتی ہے اس امید کےساتھ کہ شاید یہ افکار لوگوں کے ذہنوں میں گھر کرلیں اور دلوں میں منزل بنادیں. امام حسین علیہ السلام چاہتے ہیں کہ ایسے افراد کو ڈھونڈا جائے اور ان کی تربیت کی جائے جو آپ (ع) کے افکار کو اخذ کریں اور آج کی دنیا میں ان افکار سے استفادہ کریں.

عزاداری کی کیفیت

عزاداری جب برائے عزاداری ہوگی تو عزاداری کی مضامین میں بھی فرق آتا ہے اور اس کے تسلسل میں عزاداری کی شکل اور کیفیت میں بھی فرق آتا ہے. عزاداری زیادہ وسعت پاتی ہے مگر اس کے مضامین اور معانی و مفاہیم گھٹ جاتے ہیں. عَلَموں اور پرچموں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے اور طبل و سنج کی تعداد بڑھ جاتی ہے اور جذبات میں شدت کے ساتھ اضافہ ہوتا ہے اور سینہ زنی میں شدت آتی ہے اور تیغ زنی اور قمہ زنی اور زنجیرزنی میں اضافہ ہوتا ہے، لوگ گلی میں پتی باندھی جاتی ہیں اور عوعو کی صدائیں نکالتی ہیں، کربلا میں ہوں تو حرم کی طرف سینی کی بل رینگ رینگ کر جاتی ہیں اور دسیوں دیگر اعمال بجالاتی ہیں (جن کی دنیا کی معقول ترین مذہب یعنی تشیع میں کوئی گنجائش نہیں ہے.
جب عزاداری ہدف میں بدل جائے تو سمجھنے اور سمجھانے کے لئے کچھ بھی نہیں کہا جاتا بلکہ رلانے کے لئے بولا جاتا ہے. اس کے بعد جو کچھ بولا جاتا ہے انسانوں کو سوچنے پر آمادہ نہیں کرتا بلکہ ان کے جذبات کو

بھکایا جاتا ہے اور مشتعل کیا جاتا ہے. مجلس پڑھنے والے واعظ و مداح و ذاکر یہ نہیں کہتے کہ امام حسین (ع) کیوں قتل ہوئے بلکہ کہتے ہیں کہ کیسے قتل ہوئے. ایسے حال میں یہ نہیں کہا جاتا کہ امام حسین علیہ السلام تاسوعا اور عاشورا سے پہلے بھی تھے اور اس سے پہلے بھی آپ (ع) کا کردار تھا.

عزاداری جب برائے عزاداری ہوگی تو اس میں منتہائی مقصد چونکہ عزاداری ہی ہے تو اس میں تنوع اور رنگارنگی اپنی عروج کو پہنچتی ہے کیونکہ یہی منتہائی مقصد ہے اور جو کچھ بھی ممکن ہو یہیں انجام دینا چاہئی. اس قسم کی عزاداری کا چونکہ بعد کا کوئی مرحلہ نہیں ہے اور کوئی بھی ایسا کام نہیں ہے جو بعد میں انجام دیا جاسکی لہذا تمام تر کوشش اور سوچ و فکر اس کی رنگارنگی اور تنوع (Variety) میں صرف ہوتی ہے.

مگر اگر عزاداری امام حسین علیہ السلام کی مدد کی لئی ہو تو عزاداری کی شکل و صورت نہایت باوقار اور آرام و سکون کی ہمراہ ہوتی ہے. ممکن ہے کوئی فرد ایسی عزاداری میں ایک گھنٹی سی زیادہ وقت نہ گذاری لیکن نکلتی ہوئی وہ یہ ضرور جانتا ہے کہ اگر اسی حسینی بننا ہے تو بہت سے کام کرنے پڑیں گے (کیونکہ اس عزاداری کا اختتام یہیں نہیں ہوتا بلکہ اس کے بعد کے مراحل بھی ہیں اور وہ مراحل درحقیقت حسینی اہداف کے حصول کی کوششیں ہیں جو عزادار حسین (ع) کی ذمہ داریوں کے زمرے میں آتے ہیں). وہ چونکہ جہان شناس اور وقت شناس ہے لہذا (اہل دانش علماء کی تقریر اور آگاہ و پابند دین شعراء کے اشعار سن کر ان کے کلام کے مفہوم و معانی میں غور و فکر کرکے) جب باہر نکلتا ہے تو انٹرنیٹ اور ٹی وی چینلوں اور ذرائع ابلاغ کی طرف رجوع کرتا ہے اور سوچتا ہے کہ: 1- اگر امام حسین علیہ السلام ہماری آج کی دنیا میں ہوتے تو کن مسائل و امور کی طرف توجہ دیتے؟

2- آج کی دنیا میں امام حسین علیہ السلام کے افکار کو کس طرح نافذ کیا جاسکتا ہے.

ان سوالات کے جوابات کئی گھنٹوں تک سر و سینہ پیٹنے، زنجیر زنی اور قمہ زنی اور دیگر افعال اور انواع ماتم سے ہرگز باہر نہیں آتے بلکہ اس کے لئے مہینوں اور برسوں کے مطالعے اور تحقیق اور کوشش و جہاد کی ضرورت ہے.

عزاداری جب برائے عزاداری ہوگی تو عزاداری کا وقت ماہ محرم الحرام کا پہلا عشرہ اور صفر کا آخری عشرہ ہے مگر عزاداری نصرت امام حسین علیہ السلام کے لئے ہو تو سال کے بارہ مہینے اور ہر مہینے کے تمام دن عزاداری کے ایام ہیں (اور «کل یوم عاشورا اور کل ارض کربلا» ایسی ہی عزاداری کا ثبوت ہے). کیونکہ اتنا کام زمین پر پڑا ہے اور امام حسین علیہ السلام کے اہداف کے حصول کے لئے اتنی کوشش اور جدوجہد کی ضرورت ہے کہ سال کے تمام کے تمام اوقات میں ایک لمحہ بھی ضائع کرنا جائز نہیں ہے.

نتیجہ:

خالص حسینی عزاداری نہ صرف رائج عزاداری سے زیادہ وسیع اور عریض ہے جس میں البتہ بے شمار حدود اور قیود کی رعایت بھی ہوتی ہے. اگر ہمارا ہدف یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے مکتب کی توسیع و ترویج ہو تو بہت سے معیاروں کا لحاظ رکھنا پڑے گا مگر اگر ہدف صرف دستے روانہ کرنا اور مجلس آرائی ہو تو یہ پھر ہماری بحث کا موضوع ہی نہیں ہے.